



Wilkinson کے ساتھ اگلا دن

ٹیکسٹ میسج واضح تھا۔

“12:00 بجے ہوٹل کے سامنے موجود رہنا۔

میں اپنی بیٹی اور نواسیوں کے ساتھ آؤں گی۔

ہم تمہیں دوپہر کے کھانے پر لے چلیں گے۔

پھر سہ پہر ساتھ گزاریں گے، اور امید ہے تمہیں بور نہیں کریں گے۔”

میں مسکرایا۔

پچھلے دن جو کچھ مجھ پر گزرا تھا اس کے بعد بوریت کا تو مجھے سب سے کم اندیشہ تھا۔

وہ وقت کی پابند نکلیں۔

بالکل پابند۔

مگر اس بار کچھ مختلف تھا۔

ڈرائیور نہیں تھا۔

ڈرائیور کو چھٹی دے دی گئی تھی۔

اسٹیئرنگ پر میگی تھی۔

میں مانتا ہوں کہ میں نے خدا سے ایک مختصر سی دعا کی۔

روحانی وجوہات سے نہیں۔

گاڑی سے متعلق وجوہات سے۔

مجھے امید تھی کہ سب ٹھیک رہے گا۔

بغیر کسی سرپرائز کے۔

کم از کم اُس قسم کے سرپرائز کے بغیر۔

مگر وہ پوری طرح مطمئن دکھائی دیتی تھی۔
اس نے اسٹیئرنگ اُسی اعتماد سے تھام رکھا تھا جس سے وہ گفتگو چلاتی تھی۔
یا فیصلہ کرتی تھی۔

یا اجلاس کی صدارت کرتی تھی۔

ایک بات ذہن میں آئی۔

ہر کوئی ایک ہی طرح بوڑھا نہیں ہوتا۔

کچھ لوگ گاڑی چلانا چھوڑ دیتے ہیں۔

کچھ سفر کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

کچھ فیصلے کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

میگی نہیں۔

وہ بس چلتی رہی تھی۔

جیسے خود وقت نے احتراماً ایک طرف ہٹ جانے کا فیصلہ کر لیا ہو۔

ہم لندن کے پیچ سے گزرتے رہے۔

انہوں نے اگلی نشست میرے لیے رکھی تھی۔

وہ نشست جو عموماً مہمان کو دی جاتی ہے۔

میگی گاڑی چلا رہی تھی۔

اس کی بیٹی اور نواسیاں پیچھے بیٹھی تھیں۔

دیکھنے میں ایک عام سا خاندان لگتا تھا۔

مگر تھا نہیں۔

چند منٹ بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں کیا کھانا پسند کروں گا۔

کیا میری کوئی خاص پسند ہے۔

میں نے بلا جھجک جواب دیا۔

”یقیناً انگریزی کھانا۔“

وہ سب قہقہہ مار کر ہنس پڑیں۔

تکلف والی ہنسی نہیں۔

سچی ہنسی۔

بے ساختہ۔

میگی اپنی بیٹی کی طرف مڑی۔

اس کے چہرے پر اُس شخص کا سا تاثر تھا جس نے ابھی ابھی اپنا نظریہ ثابت کر دیا ہو۔

”اب سمجھیں کہ میں نے تم سے وہ باتیں کیوں کہی تھیں؟“

اس کی بیٹی ایک لفظ کہے بغیر مسکرا دی۔

جیسے میرے جواب نے کسی ایسی بات کی تصدیق کر دی ہو جس پر وہ بہت پہلے بات کر چکی تھیں۔

میں نے وضاحت نہیں مانگی۔

کبھی کبھی سوال وقت سے پہلے آ جاتے ہیں۔

جواب، البتہ، اپنا وقت مانگتے ہیں۔

میں بس اُس عجیب انگریز خاندان کو دیکھتا رہا۔

اور مجھے لگا کہ کہیں، ہماری ملاقات سے بہت پہلے، میگی طے کر چکی تھی کہ میں کون ہوں۔

میں تو بس اس تک پہنچ رہا تھا۔

ہم ایک ریسٹوراں پہنچے۔

اُن جگہوں میں سے نہیں جو انگریز اشرافیہ کے بڑے ٹھاٹ باٹ کا حصہ ہیں۔

کوئی وردی پوش دربان نہیں۔

حیثیت کی کوئی نمائش نہیں۔

کوئی مصنوعی نفاست نہیں۔

اُسی لمحے مجھے یقین ہو گیا کہ کھانا اچھا ملے گا۔
کھانا پکانا چیزوں کے فن جیسا ہے۔
سادہ ترین چیزیں تقریباً ہمیشہ بہترین ہوتی ہیں۔
اور میگی بالکل ایسی ہی تھی۔
وہ قلعے میں رہ سکتی تھی اور اسے ولا کہہ سکتی تھی۔
وہ ملکہ کی طرح بول سکتی تھی اور لندن کے ٹیکسی ڈرائیور کی طرح گاڑی چلا سکتی تھی۔
وہ ایک انگریز خاتون کا وقار کھوئے بغیر تمہیں اپنی ہی تاریخ کے کھنڈروں تک لے جا سکتی تھی۔
مگر جب کھانے کا وقت آتا تو وہ اصل چیز چنتی تھی۔
نمائش نہیں۔
شاید یہی وجہ تھی کہ میں اسے سنتا رہا۔
اس کی تلواروں کے فولاد کے پیچھے مجھے کوئی ادارہ نہیں ملا تھا۔
مجھے ایک عورت ملی تھی۔

فرڈیننڈو

Wilkinson ← PDF کی داستان

دوسری داستانیں دیکھو

· Vatican · One Door · Genesis · Opera · Wood · کتب خانہ · The Corpus · نقشے ·
رابطہ